سوال

(287) قبل از وقت اذان

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

''دائمی اوقات الصلوٰۃ'' کے مطابق ۱۳/۶ کو غروب شفق ۸ بج کر ۴۶ منٹ پر تھا۔ اس لیے عشاء کی اذان مذکورہ وقت پر یا اس کے بعد ممکن تھی، لیکن مسجد کمیٹی کے ذمہ دار حضرات میں سے ایک صاحب ۸/۴۵ پر اذان اور ۹ بجے نماز ادا کرنے پر بضد ہیں کیا قبل از وقت اذان دینا صحیح ہے ؟ اگر نہیں تو کیا اذان واجب الاعادہ ہے ؟ اگر ۴۵۔۸ پر اذان دینا صحیح نہیں تو اس صورت میں نماز کی حیثیت کیا بنی ؟

اگر مذکورہ وقت پر اذان دینے سے نماز متاثر ہوتی ہے تو اس کوتاہی پر ذمہ دار آدمی اور امام صاحب پر شرعاً کیا بوجھ آتا ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

جس زمانہ میں نمازوں کے اوقات مقرر ہوئے تھے اس وقت انسانوں کے پاس اتنے ذرائع تسہیلِ معرفتِ اوقات (آسانی سے اوقات معلوم کرنے کے وسائل) موجود نہیں تھے۔ ظاہر ہے کہ اس وقت ان کا تعین ظاہری معلومات پر مبنی تھا، جس میں کمی وبیشی کا امکان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسجد نبوی اور مسجد قباء کے اوقاتِ نماز میں بھی تفاوت تھا (فرق) جو کسی کے ہاں قابلِ نکیر نہ تھا۔

ان حالات کے پیشِ نظر اور 'اَلدِّینُ یُسرٌ' کا تقاضا ہے، کہ مذکورہ وقت پر اذان اور پڑھی ہوئی نماز دونوں درست ہوں۔ لیکن جان بوجھ کر عمل ہذا پر اصرار نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ موجودہ رَوش کو بدل کر ٹائم پیچھے کر دینا چاہیے۔ ویسے بھی عشاء کی نماز کو مؤخر کرنا باعثِ اجر و ثواب ہے۔ نیز ائمہ کے فرائض میں سے ہے کہ مسائل میں مقتدیوں کی صحیح رہنمائی کرکے ان کو خلفشار سے بچائیں، تاکہ قرآنی وعید وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ کی زَد سے محفوظ رہ سکیں۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ : صفحہ :284

محدث فتویٰ